ابوذر بخاری نمبر........فکرواحساس کی شمع فروزاں

کفیل شاہ جی! السلام علیکم

کل صبح کی ڈاک سے ''نقیب'' کا جانشین امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ نمبر موصول ہوا، اور پھر سارا دن اس کے مطالعے میں گزر گیا۔ الفاظ کہاں سے لاؤں، یہ بتانے کے لیے کہ اسے پڑھ کر کتنی روحانی خوشی نصیب ہوئی۔ سچ بات ہے آپ نمبر نکالنے میں بہت ماہر ہو گئے ہیں۔ ممکن ہے ان ہستیوں کی پر خلوص یاد کا اعجاز ہو۔

حضرت حافظ جی رحمۃ اللہ علیہ کو زندگی میں دو دفعہ سننے کا موقع ملا۔ پہلی دفعہ راولپنڈی میں اور دوسری بار گجرات شہر میں۔ مجمع میں بیٹھے بیٹھے نگاہ ان کے روشن چہرے کی طرف اٹھ جاتی تو یوں لگتا جیسے حضرت امیر شریعت تشریف فرما ہوں۔ تقریر کے دوران آیات قرآنی تلاوت فرماتے تو دل پگھلنے لگتا۔ میں سوچتا رہا اگر کبھی حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کو تلاوت فرماتے سنتا تو جانے کیا حال ہوتا۔ جیسے ان کو دیکھ دیکھ کر حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ یاد آتے تھے۔ آج اس ''نقیب'' میں ان کے حالات پڑھتے پڑھتے حضرت بخاری رحمۃ اللہ علیہ بھی بہت یاد آئے ہیں۔ حضرت حافظ جی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ڈاکٹر شاہد کاشمیری صاحب سے بہت کچھ سنا ہوا ہے۔ اچھا ہوا کہ انہوں نے اپنی یادیں قلمبند کر دیں۔ اس مضمون سے اندازہ ہوتا ہے کہ حافظ جی رحمۃ اللہ علیہ کارکنوں سے کتنی محبت کرتے اور ان پر شفقتیں نچھاور کرتے تھے۔

نقیب میں یہ واقعہ پڑھ کر دیر تک سوچتا رہا کہ کیسے نشتر مرحوم و مغفور شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کے استقبال کے لیے اپنے وزارتی دفتر سے بھاگم بھاگ باہر نکل آئے، نہ ٹوپی کا ہوش نہ جوتی پہننے کی فکر۔ کسی انسان کو اتنی عظمت آخر کیسے مل جاتی ہے؟ کیا اس کے لیے بہت علم ہونا ضروری ہے؟ کیا پارٹی لیڈر ہونا ضروری ہے؟ کیا زبان آور ہونا ضروری ہے؟ یا کیا بہت بڑا صاحب قلم ہونا؟ وجدان کہتا ہے، نہیں...... اس کے لیے کچھ اور ہونا ضروری ہوتا ہے۔

میں بناوٹ سے بات نہیں کر رہا، شاہ جی! اکثر غور کرتا رہتا ہوں کہ یہ سب کچھ کیسے ہوتا ہے؟ کہ آدمی لب کشا ہو تو ایک زمانہ گوش بر آواز ہو جائے۔ اکیلا اٹھے تو لاکھوں لوگ پیچھے چل پڑیں۔ دنیا سے چلا جائے تو ہر دل دکھی اور اداس ہو جائے۔ نہ خون کا رشتہ ہو، نہ مادی وسیلوں کا۔ پھر مجھے گجرات کے ایک بزرگ دانشور دوست ملک محمد اشرف مرحوم یاد آ جاتے ہیں۔ وہ کبھی کبھی زور دے کر کہتے...... ہمایوں صاحب! اصل رشتہ تو ایمان کا رشتہ ہوتا ہے۔ روس نے افغانستان پر خونی پنجے گاڑ دیئے تو ان کا دلی اضطراب بہت بڑھ گیا۔ افغانیوں کی مظلومیت کا ذکر کرتے کرتے اشکبار ہو جاتے ہیں۔ حیرت سے انہیں تکنے لگتا۔ وہ اپنے آنسو پونچھتے اور کہتے، دیکھو نا ہمایوں صاحب! میرا اہل افغانستان سے آخر کیا رشتہ ہے۔؟ ان کے مصائب پر میرا

(بقیہ ص ۲۹ پر)